ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No12024

منظوماتِ شوکتؔ میں منقبت کے عناصر

THE ELEMENTS OF "MUNQABAT" IN THE POEMS OF SHAUKAT

رخسار کنول

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، الحمد اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر شیر علی

صدرِ شعبہ اُردو، الحمد اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد

Abstract

Dr. Shaukat Mahmood Shaukat is a renowned and well-reputed literary figure of the present time. He is not only known as poet but his prose work in both genres of fiction and non-fiction is declared to be noble. As a researcher and critic, he has also proved his strong grip upon research and criticism. Dr Shaukat Mahmood Shaukat was born in Peshawar (KPK) on Nov 03, 1967. His Father, Amir Muhammad Khan with Pseudonyms "Saghri" and "Aseer" was also an eminent Poet and Prose Writer of Urdu, Persian, Punjabi, Pushto and English languages.Dr. Shaukat has also a valuable literary work in the quoted languages. He has more than a half dozen books of Prose and Poetry on his credit, which have been published time to time. He has also done his Ph.D (Urdu) in Linguistics and Stylistics of Pakistani Urdu Naat. Besides this, he is also famous for his "Hamdia", " Naatia" and Mystical poetry as well as " Munaquib. In this research article, we will study the elements of " Munqabat" in his Urdu Poems/ Poetry.

Key Words:. Hazrat Ali (R.A), Hazrat Imam Hussain(R.A), Karbala, Shaukat Mahmood Shaukat, Poems, Poetry, Verses, Munqabat, Muharram.

شوکت محمود شوکتؔ (پ:۱۹۶۷ء) معروف شاعر، محقق اور نقاد ہیں۔ آپ کی نصف درجن سے زائد کتبِ نظم و نثر منصہ شہود پر جلوہ گر ہو کر علمی، ادبی اور مذہبی حلقوں سے داد و تحسین سمیٹ چکی ہیں۔ آپ کی شاعری میں جہاں حمدیہ، نعتیہ اور متصوفانہ عناصر بہ کثرت پائے جاتے ہیں وہاں آپ کی شاعری، خصوصاً منظومات میں منقبت کے عناصر بھی کافی حد تک ملتے ہیں۔ آپ کی شاعری میں متصوفانہ عناصر تو اس درجہ پائے جاتے ہیں کہ آپ کوئی فقیر یا درویش قسم کے انسان نظر آتے ہیں، اس حوالے ڈاکٹر حسنین ساحر یوں رقم طراز ہیں:۔

”شوکت محمود شوکت کی تمام تر شاعری صوفیانہ خیالات کی آئینہ دار ہے، بعض اشعار تو اس قدر صوفیانہ رنگ میں، رنگِ ہوئے ہیں کہ ہمیں شوکت کوئی فقیر یا درویش قسم کے آدمی نظر آتے ہیں۔“(۱)

آپ کی اس درویش صفتی کے حوالے سے آفتاب محمود شمسؔ کہتے ہیں:۔

سنا ہے ”قریۂ چھب“ (۲) میں ہے اک درویش
محبت کے سدا جو گیت ہی گائے
یقیں بن کر کھڑا ہے بے یقینی میں
جو مفہومِ وفا پتھر کو سمجھائے(۳)

آپ اپنی اس درویشی، فقیری اور قناعت پسندی کو اپنے فارسی اشعار میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں:۔

مقامِ عشق فہمیدم، کمالِ فقر دانستم
فقیرِ رہ نشیں ہستم، ابوذرؓ راہ بر دارم

نہ فکرِ بیش و کم دارم، نہ از جورِ جہاں ترسم
مسلمانم، توکل بر خدائے بحر و بر دارم(۴)

آپ کی طبیعت اور مزاج میں بھی فطرتاً سادگی پائی جاتی ہے، کسی قسم کا غرور یا تکبر آپ کے اندر نہیں پایا جاتا۔ سادہ لباس اور سادہ خوراک ہیں۔ البتہ! سیر و سیاحت آپ کا پسندیدہ مشغلہ ہے، آئے روز، کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی سفر میں آپ کو دیکھا جاسکتا ہے۔ آپ کی اس سیاحت مزاجی کے حوالے سے پروفیسر محمد یونس مغل، آپ کو "اے گریٹ ٹورسٹ (A Great Tourist)" کہتے ہیں، وہ اس حوالے سے یوں لکھتے ہیں:-

"Although People know him(Shaukat Mahmood Shaukat) as a poet, as a researcher, as an author, as a lawyer and as a professor, yet I would like to say that he is nature A Great Tourist, as he loves the and admires the beauty of nature."(5)

جہاں تک آپ کی نظمیہ شاعری کا تعلق ہے اس میں جہاں، دیگر فکری موضوعات اور جہات موجود ہیں، وہاں آپ کی اس شاعری میں منقبت کے عناصر بھی خاصے پائے جاتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں:-

جہاں سے ختم کر ڈالا ہے قصہ بربریت کا
حسین ابن علیؑ وہ استعارہ ہے حریت کا

صلہ پایا ہے یہ کربل کی مٹی سے عقیدت کا
کہ استقبال کرنے آ گیا دربان جنت کا(۶)

آپ کو آلِ بیت سے انتہا درجے کا عشق ہے، آپ کا عقیدہ ہے کہ آلِ بیت سے محبت و مودّت ہی ایمان کامل کے لیے لازمی جزو ہے۔ آپ کی مناقب میں جہاں یہ عشق شدت اختیار کر جاتا ہے وہاں آپ کی غزلیہ شاعری میں بھی کہیں کہیں اس کا اظہار نظر آتا ہے۔ دراصل، "ہجر"، "ہجرت"، "فراق" وہ عناصر ہیں، جو آپ کی شاعری میں بچپن ہی سے در آئے ہیں۔ آپ نے چھٹی جماعت میں جو پہلا شعر کہا تھا، وہ ملاحظہ ہو:-

قرار آئے تجھ کو، لگے تو بھی جینے
دعا دی مریضِ وفا کو کسی نے

اس شعر سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے اندر "عشق کی آگ" یا "ہجر و فراق کے الاؤ" بچپن ہی سے روشن ہیں۔ اسی عشق کے نتیجے میں آپ کی شاعری میں، عشق کے مختلف زاویے اور سلسلے نظر آتے ہیں، یعنی، اللہ تعالیٰ سے عشق، حضور اکرمؐ سے عشق، آلِ بیت سے عشق، تابعین سے عشق، اولیائے کرام سے عشق، والدین سے عشق اور محبوبِ مجازی سے عشق۔ ان تمام سلسلہ ہائے عشق کو آپ اپنی ایک نظم "سلسلہ ٔ عشق" میں یوں بیان کرتے ہیں:-

ہوتا نہیں ہے سینے میں ہر آدمی کا عشق
جاں سے جو ہو عزیز، ہو دل میں اُسی کا عشق
حسن صبیح ہو، کہ وہ حسنِ ملیح ہو
چچتا نہیں نگاہ میں اب تو کسی کا عشق

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No12024

اس عشق نامراد کی معجز نمائیاں
مجنوں بنائے قیس کو اِک سانوری کا عشق
وہ والدین ہوں کہ ہوں احباب و اقربا
ہے عرصۂ حیات میں لازم، انھی کا عشق
کامل ولی کا عشق بھی اپنی جگہ ہے خوب
لیکن، حیات بخش ہے، "مولا علیؓ" کا عشق
یہ "عشق سلسلہ" بھی ہے کتنے کمال کا
"مولا علیؓ" کے عشق سے پائیں، نبیؐ کا عشق
مقصودِ کائنات ہے، عشقِ خدائے پاک
یعنی، نبیؐ کا عشق ہے "حسنِ جلی" کا عشق(۷)

مذکورہ بالا سلسلہ ہائے عشق کے علاوہ، جب آپ محبوبِ مجازی کا تذکرہ اپنی غزلیات میں کرتے ہیں تو وہاں بھی آپ کے قلم کی نوک سے اس طرح کے اشعار جنم لیتے ہیں۔

میں کھینچوں رنج مہجوری، رہوں ماتم کناں شوکتؔ
ہے فطرت میں عزاداری، سرِ بازار می رقصم

رہوں کیوں میں نہ روز و شب فقط محوِ عزاداری
کہ پانی سے بھی سستا ہو گیا اپنا لہو، جاناں

جہاں پر قتل ہوتے ہوں، ذرا سی بات پر شوکتؔ
وہاں پھر ٹھہرتی ہے خامشی ہی گفتگو، جاناں

اب آیئے! آپ کے منقبتی منظومات کے حوالے سے بات کرتے ہیں، "فضائلِ حسنین کریمین" کے حوالے سے آپ یوں رقم طراز ہیں:۔

اہلِ وفا ہیں اہلِ محبت، حسنؓ حسینؓ
ہر دل کی انتہائے عقیدت، حسنؓ حسینؓ

سالارِ کاروانِ ولایت، حسنؓ حسینؓ
سردارِ اہلِ گلشنِ جنت، حسنؓ حسینؓ

دونوں ہی راکبان ہیں، دوشِ حضورؐ کے
اس درجہ ہیں بر اوجِ فضیلت، حسنؓ حسینؓ

وہ حرب گاہ ہو کہ ہو دارالاماں کوئی
دونوں رہے ہیں محوِ عبادت، حسنؓ، حسینؓ

دونوں کو افتخار، یہ حاصل ہے بے پناہ
دونوں ہی ہیں نقیبِ طریقت، حسنؓ، حسینؓ

ہیں پاسبانِ دینِ محمدؐ خدا گواہ!
اسلام کی، دراصل ہیں شوکت، حسنؓ، حسینؓ

دونوں ہی شاہ زادے ہیں، زہرا بتولؓ کے
دونوں، شگفتہ پھول ہیں باغِ رسولؐ کے(۸)

اسی طرح،"فضائلِ حسنین کریمین"کا سرِنامہ لیے ہوئے جو کتاب ۲۰۲۱ء میں شایع ہوئی تھی،اس کتاب کا تاریخِ عیسوی (اشاعتِ کتاب کی تاریخ) کے حوالے سے آپ نے جو قطعہ تحریر کیا تھا،وہ ملاحظہ کیجیے، جس کے آخری مصرعے سے، علمِ ابجد کے مطابق،۲۰۲۱ء برآمد ہوتا ہے۔

اسلام آج بھی ہے درخشاں اسی طرح
دنیا کو نور بخشے، چراغِ حسنؓ، حسینؓ

ویران ہو گئے ہیں، زمانے کے سب چمن
لیکن شگفتہ تر ہے، کیا باغِ حسنؓ، حسینؓ

معصوم تھے وہ دونوں ہی، سبطینِ مصطفیؐ
"تازہ، بدیں ہے سینوں میں داغ حسنؓ، حسینؓ"(۹)

حسنین کریمینؓ کی ان توصیفات و تعریفات کے بعد، آپ دشتِ کربلا کو،سانحۂ کربلا کا گواہ قرار دیتے ہیں، آپ کی ایک نظم کا عنوان ہی"شاہدِ حال(کربلا)" ہے، جس کے پانچ بند ہیں۔ نظم ملاحظہ ہو:۔

ہر طرف ظُلم تھا، اندھیرا تھا
دین و مذہب سے کٹ گئے تھے لوگ
مٹ چکی تھی تمیز نیک و بد
اور فرقوں میں بٹ گئے تھے لوگ
ایسے عالم میں اک جری انساں
جس کے قدموں تلے جہاں، دیکھو
شان و شوکت سے، تمکنت کے ساتھ
سوئے کربل رواں دواں، دیکھو

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No1 2024

یکرِ عزم تھے وہ سب کے سب
کم سن و سن رسیدہ جتنے تھے
مارِ طاغوت کا کچلنے، سر
وہ بہتّر، گھروں سے نکلے تھے
چشمِ پیرِ فلک نے دیکھا، پھر
رن پڑا، تو پڑا قیامت کا
دشتِ کربل ہے آج بھی شاہد
خوف باطل کو تھا ہزیمت کا
اہلِ باطل کی ہر زہ گوئی، یہ
کفر جیتا، یزیدیت جیتی
اپنا ایقاں، اَمَرُ ہوئے شبّیر
اپنا ایماں، حسینیت جیتی(۱۰)

واقعہ کربلا یا سانحۂ کربلا جو تاریخ کا ایک المناک و دردناک باب ہے، جس کو یقیناً ہر شاعر نے اپنے اپنے انداز میں، اپنی شاعری میں بیان کیا ہے مگر، شوکت محمود شوکتؔ نے نہ صرف بڑی خوب صورتی کے ساتھ اس المناک واقعہ کو شاعری کا پیراہن پہنا کر پیش کیا ہے بل کہ آپ نے "شہدائے کربلا" کی تعداد کو مشہور ترین قول کے مطابق "بہتر (۷۲)" کے حوالے سے ایک نظم بھی کہی ہے، جس کا عنوان ہی "بہتر (۷۲)" ہے، اس نظم کے اشعار ملاحظہ ہوں:۔

دشتِ کربل میں اترے تھے شان سے جب بہتر
اسی لیے تو زندہ ہیں وہ سب کے سب، بہتر
شرم کے مارے ڈوب چلا ہے، دریا روک کے پانی
راج دلوں پر کرتے ہیں پر، تشنہ لب، بہتر
جان، خوشی سے دے دیتے ہیں حق کی خاطر لیکن
دستِ باطل پر کرتے ہیں، بیعت کب، بہتر
ہونٹوں پر قرآن سجا ہے، سر بر نوکِ نیزہ
حسنِ عمل کی چھوڑ گئے ہیں ایسی چھب، بہتر
جس جا بھی یہ چشمِ پرُنم، دیکھے ظلم کا منظر
قلبِ خستہ،زور سے دھڑکے، بولے تب، بہتر
ظلم و استبداد کے آگے ڈٹ جائے جب کوئی
لمحہ لمحہ یاد آتے ہیں روز و شب، بہتر
لاکھوں میں تھے لیکن شوکتؔ، مٹ گئے اہلِ باطل
محشر تک بس یاد رکھے گی دنیا اب، بہتر(۱۱)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No12024

سچ تو یہ ہے کہ بہتر (۷۲) کے ہندسے نے ایک استعارے کی حیثیت اختیار کر لی ہے، جہاں کہیں بھی "بہتر (۷۲)" کا ہندسہ یا لفظ استعمال ہوتا ہے، اس سے مراد "شہدائے کربلا" کی تعداد ہی لی جاتی ہے، اگرچہ، بعض راویات میں "شہدائے کربلا" کی تعداد ایک سو آٹھ (۱۰۸) اور ایک سو چھتیس (۱۳۶) بھی بتائی جاتی ہے، بل کہ سانحۂ کربلا سے پہلے کوفے میں موجود، چار اصحاب، میثیم تمار، قیس بن مسہر صیداوی، عبداللہ بن یقطر اور ہانی بن عروہ کو بھی اس سانحہ سے مربوط کر کے شمار کیا جائے تو "شہدائے کربلا" کی تعداد، ایک سو چالیس (۱۴۰) تک پہنچتی ہے تاہم، مشہور و معروف اور مقبول "شہدائے کربلا" کی تعداد "بہتر (۷۲)" ہی ہے اور اسی ہندسے (۷۲) ہی کو شعرائے مقدمین و متاخرین نے اپنی اپنی شاعری میں "شہدائے کربلا" کی تعداد کے لیے برتا ہے۔ اس کے بعد، جب ہم آپ کی دوسری شعری کتاب "رقصِ شرر" کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں ہمیں دو مناقب ملتی ہیں، پہلی منقبت، حضرت امام حسینؑ کی نذر ہے، جس کا عنوان "نذرِ حسینؑ" ہے، اس نظم کے کل نو اشعار ہیں۔ پہلے چار اشعار ملاحظہ ہوں:۔

اس واسطے لہو کو ہے جستجو لہو کی
پہچان مٹ چکی ہے مطلق لہو لہو کی

مہر و وفا کی ان سے کیا کیجیے توقع
لہجے ہیں تلخ جن کے، جن کی ہے خو لہو کی

کچھ اس قدر زمیں پہ ناحق لہو بہا تھا
تصویر ہو بہو تھی، ہر آب جو لہو کی

خیمے اجڑ چکے تھے، منظر دھواں دھواں تھا
اس پر ستم کہ لو میں شامل تھی بو لہو کی (۱۲)

اس نظم کے بعد، اسی کتاب میں آپ کی ایک اور منقبت شامل ہے جو "مخمس" کی ہیئت میں ہے، جس کا عنوان "حسینؑ رب کا برگزیدہ، حسینؑ زندہ ہے، معتبر ہے" اور یہی عنوان ٹیپ کا مصرع بھی ہے، یہ نظم (مخمس) پانچ بندوں پر مشتمل ہے، اس کے پہلے دو بند ملاحظہ ہوں:۔

حسینؑ علم و یقیں کا پیکر، حسینؑ حق کا پیامبر ہے
حسینؑ سالارِ کارواں ہے، حسینؑ ہادی ہے، راہبر ہے
حسینؑ ہے ذوالفقارِ حیدرؑ، حسینؑ غالب ہے، بالاتر ہے
رواں ہے سیلِ لہو ولیکن، حسینؑ بے خوف و بے خطر ہے
حسینؑ رب کا ہے برگزیدہ، حسینؑ زندہ ہے، معتبر ہے
حسینؑ سبطِ جنابِ احمدؐ، حسینؑ لختِ جگر علیؑ کا
حسینؑ چشمِ فلک کا تارا، حسینؑ محبوب ہر صدی کا
حسینؑ باطل کا ہے مخالف، حسینؑ حامی ہے راستی کا
حسینؑ بازوئے شیریزداں، حسینؑ تیغِ ظفر اثر ہے
حسینؑ رب کا ہے برگزیدہ، حسینؑ زندہ ہے، معتبر ہے (۱۳)

دراصل، آپ سمجھتے ہیں، بل کہ یہ آپ کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضرت امام حسینؓ، "روشنی" اور "راستی" کا ایک روشن مینار ہیں، اس حوالے سے آپ کی ایک نظم بہ عنوان "روشنی کی بات" ملاحظہ ہو، جس میں آپ بڑے واضح انداز میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام حسینؓ کا فرمان، دراصل فرمانِ نبویؐ ہے:۔

وہ راستی کی بات ہے ابنِ علیؑ کی بات
فرمان ہے حضورؐ کا، سبطِ نبیؐ کی بات

چلتی تو کس طرح سے بھلا، تیرگی کی بات
ہر بات جو حسینؓ کی تھی، روشنی کی بات

کیا کیا نہ ظلم ڈھائے گئے تھے، فریب سے
لیکن، لبوں پہ کوئی نہ تھی خستگی کی بات

بے موت مر گئے، سبھی دشمن حسینؓ کے
کرتا ہے اب فرات بھی، تشنہ لبی کی بات

نوکِ سناں پہ سر تھا، تلاوت زبان پر
یہ عاشقی کی بات تھی یہ بندگی کی بات

ہوتا رہے گا حشر تلک، ذکرِ کربلا
کرب و بلا کی بات نہیں اک صدی کی بات

کوفہ مزاج لوگوں نے، شوکتؔ سکھا دیا
ہوتی ہے دوستی میں نہاں، دشمنی کی بات(۱۴)

چوں کہ سانحہ کربلا، نو اور دس محرم کو پیش آیا تھا لیکن اس سے قبل بھی دیگر مذاہب میں "محرم" کی حرمت کے حوالے سے کافی تحریری مواد ملتا ہے کہ محرم کا مہینا عظمت اور حرمت کا مہینا ہے، اس مہینے میں جنگ و جدال ممنوع قرار پاتے ہیں، اس حوالے سے شوکت محمود شوکت کی ایک نظم "محرم" ملاحظہ کیجیے:۔

محرم

محرم کے مہینے کا
جو ہو آغاز تو یک دم
سبھی جنگ و جدل ممنوع ہوتے ہیں
یہ حرمت کا مہینا ہے
ازل سے اس کی حرمت تو
سبھی اقوام عالم پر، مذاہب پر
ضروری تھی، ضروری ہے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No12024

محرم کے بنا یہ زندگی گویا!
ادھوری تھی، ادھوری ہے
مگر، افسوس!
اس حرمت کے، عظمت کے مہینے میں
ہوئی، ہائے! شہادت، سبطِ احمدؐ کی
رقم لیکن لہو سے ہو گئی ہے داستاں
جبر و ستم کے خاتمے کی
کفر و باطل کی شکستِ فاش کی
طاغوت کے رد کی
یزیدِ وقت کے آگے
صدائے حق اٹھانے کی
وقارِ دینِ احمدؐ کو بچانے کی
نہایت بے کسی کے حال میں اور دشتِ غربت میں
سبھی کنبہ لٹانے کی
نہتے، سر کٹانے کی (۱۵)

مذکورہ بالا، منظومات و قطعات (منقبت) کے علاوہ، آپ نے اور بھی بہت سی نظموں اور غزلوں میں "شام"، "ہجر"، "ہجرت"، "خیمہ"، "دکھ"، "کربلا"، "کربل"، "کرب و بلا"، "بہتر (۷۲)"، "شہادت"، "شوقِ شہادت"، "آرزوئے شہادت" "لہو"، "خون"، "لُو"، "حبس"، "دشتِ غربت"، "دشتِ ویراں"، "عزاداری"، "گریہ و کناں"، ماتم"، "سوگ"، "مقتل"، "فضائے مقتل"، "قفس"، "درِ زنداں" جیسے الفاظ و تراکیب استعمال کیے ہیں جو کہ "سانحۂ کربلا" پر دلالت کرتے ہیں۔ مزید بر آں! آپ کی شاعری میں "منقبت کے عناصر" بہ درجہ اتم موجود ہیں، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سچے اور پکے حسینی اور تولائی ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ شوکت محمود شوکتؔ ایک درویش صفت شاعر، حسنین ساحرؔ، ڈاکٹر، مشمولہ: ماہنامہ بیاض، لاہور، نومبر ۲۰۱۳ء، ص: ۱۳۷۔

۲۔ "قریہ چھب" سے مراد، شوکت محمود شوکتؔ کے آبائی قصبے "چھب" سے ہے، یہ قصبہ اٹک شہر سے ۱۳۰ کلو میٹر کے فاصلے پر، میانوالی کی جانب واقع ہے۔ اس قصبے کی حدود، ضلع میانوالی، ضلع چکوال اور ضلع کوہاٹ سے ملتی ہیں، یہ ایک قدیم قصبہ ہے، جس کے باسی تقریباً ۱۵۰۰ء میں شکر درہ (کوہاٹ) سے آ کر یہاں آباد ہوئے تھے۔

۳۔ قریۂ چھب کا ایک درویش، آفتاب محمود شمسؔ، مشمول: ماہ نامہ بیاض، لاہور، جلد نمبر ۲۹، شمارہ نمبر ۸، اگست ۲۰۱۲ء، ص: ۲۳۳۔

۴۔ غزل (فارسی)، شوکت محمود شوکتؔ، مشمولہ: سہ ماہی جمالیات، شمارہ نمبر ۸، مئی ۲۰۱۳ء، ص: ۱۹۵۔

۵۔ اے گریٹ ٹورسٹ، پروفیسر محمد یونس مغل، مشمولہ: سہ ماہی جمالیات، شمارہ، مئی ۲۰۱۳ء، ص: ۷۷

۶۔ شوکت محمود شوکت، زخم خنداں، ن والقلم، اٹک، س: ۲۰۰۳ء، ص: ۳۴۔

۷۔ سلسلۂ عشق، شوکت محمود شوکتؔ، مشمولہ: ماہنامہ بیاض، لاہور، جلد نمبر ۳۲، شمارہ نمبر ۳، مارچ ۲۰۲۴ء، ص: ۲۲۸۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No12024

۸۔ افتخار احمد قادری، فضائلِ حسنین کریمین، راولپنڈی، بغدادی ہاؤس، س:۲۰۲۱ء، ص:۷

۹۔ ایضاً، ص:۱۱۲۔

۱۰۔ شاہدِ حال (کربلا)، شوکت محمود شوکتؔ، مشمولہ: سہ ماہی جمالیات، اٹک، شمارہ: اکتوبر تا دسمبر ۲۰۱۹ء، ص:۶۱ و ۶۲۔

۱۱۔ بہتر (۷۲)، شوکت محمود شوکتؔ، مشمولہ: روزنامہ اودھ نامہ، لکھنؤ، س:۲۹ جولائی، ۲۰۲۳ء، ص:۵۔

۱۲۔ شوکت محمود شوکت، رقصِ شرر، اٹک، القلم ادارۂ مطبوعات، س:۲۰۱۴ء، ص:۴۹۔

۱۳۔ ایضاً، ص:۵۱۔

۱۴۔ روشنی کی بات، شوکت محمود شوکتؔ، مشمولہ: گنجینۂ معرفت (انتخاب ۲۰۲۳ء)، کھاریاں، قلم قافلہ / کاشانۂ علم وادب، س:۲۰۲۳ء، ص:۱۴۳۔

۱۵۔ محرم، شوکت محمود شوکت، ڈاکٹر، مشمولہ: روزنامہ اودھ نامہ، لکھنؤ، ۱۲ جولائی، ۲۰۲۴ء، ص:۵۔